میری قیمت اتنی کم کیوں؟

محمد یاسر بلال جامعہ سلفیہ

ہاں میں قصور کا رہنے والا ہوں کچھ عرصہ قبل لاہور میں روزی کمانے کی خاطر آیا۔ یوحنا آباد کے قریب ایک دکان بھی بنائی۔ دن میں دو جگہ پر روزی کمانے کی غرض سے کام کرتا۔ شام کے وقت یوحنا آباد کے قریب دکان چلاتا۔ لوگوں کے ساتھ تعلق بھی بنا عیسائیوں کی بستی میں بھی چلا جایا کرتا تھا۔ وہاں پر ایک کیتھولک چرچ بھی تھا میں آج 15 مارچ 2015ء کو اس بستی میں گیا جونہی کیتھولک چرچ کے قریب پہنچا تو ایک زوردار آواز سنائی دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ عمارت کے شیشے ٹوٹ گئے لوگوں کی آنکھیں پھٹ کر دیواروں کے ساتھ چپک گئیں اور ان کی آنتیں کھمبے کی تاروں سے لٹک رہی تھی۔ جسم کے دیگر اعضاء دور دراز بکھر گئے اچانک سڑک پر نظر پڑی تو دیکھا کہ سڑک خون سے رنگین ہوئی پڑی ہے میں حیران تھا کہ مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا مسلسل پانچ منٹ تک میرے کان کام کرنا چھوڑ چکے تھے میں نے انگلیوں کے ساتھ اپنے کان صاف کرنا شروع کیے کہ شاید کچھ آواز کا احساس ہو لیکن بے سود' حتیٰ کہ ایک ٹانگ پر اچھل کر چھلانگ بھی لگائی اس کے بعد میرے ایک کان کا پردہ کھل گیا اور کچھ آواز کان سے ٹکرائی اور ایک دھچکا سا لگا دو نوجوان لاٹھیوں سے مجھ پر وار کر رہے تھے۔ تو اسی کان سے یہ آواز سنائی دی کہ پکڑا گیا پکڑا گیا ''دہشت گرد پکڑا گیا'' مولوی دہشت گرد کو پکڑ لیا'' مجھے بولنے کا موقع ہی نہ دیا گیا ڈنڈوں سے وار کیے جا رہے تھے میں ابھی تک سنبھلا ہی نہ تھا کہ 50 کے قریب لوگ لاٹھیاں لیے مجھ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ میں اپنا چہرہ بازوؤں کے درمیان چھپا رہا تھا۔ میرا وجود کھلا ہو چکا تھا مجھے نیچے گرا دیا گیا میری ہڈیاں چورا ہو گئیں بازوؤں کی ہڈیاں گوشت سے الگ ہو گئیں۔ میرا ایک کان دھماکے کی آواز سے پہلے ہی بند تھا اب دونوں آنکھیں بھی درد کی وجہ سے بند ہو گئیں کیونکہ لاٹھیاں

بارش کی طرح برس رہی تھیں۔ میری ریڑھ کی ہڈی 4 مقامات سے ٹوٹ چکی تھی۔ میری پسلیاں میرے دل اور گردوں میں پھنس گئی تھیں۔ میں کھانسنے کی ناکام کوشش کرتا کیونکہ میرے پھیپھڑے ختم ہو چکے تھے۔ میری ناف پھٹ چکی تھی اور انتڑیاں باہر نکل کر لوگوں کی لاٹھیوں کے اوپر لپٹ چکی تھی اور انتڑیاں باہر نکل کر لوگوں کی لاٹھیوں کے اوپر لپٹ چکی تھیں۔ میری آنکھیں چہرے سے الگ ہو چکی تھیں۔ اب مجھے احساس ہوا کہ اے انسان تیری قدر و قیمت یہی تھی کیونکہ انسان کو دوسرے لوگوں کی قدر کا اسی وقت اندازہ ہوتا ہے جب وہ موت کے منہ کے قریب ہوتا ہے میں سوچ رہا تھا کہ اے انسان کل تو اپنا مستقبل روشن دیکھنے کیلئے طرح طرح کے جتن کر رہا تھا آج تیری تمام خواہشات کو کچل دیا گیا آج تجھے بکری، کتے اور بلی سے بھی بدتر اور حقیر مخلوق میں شامل کیا جا چکا۔ جہاں لوگ تجھے حافظ قرآن ہونے کی حیثیت سے پلکوں پر اٹھاتے تھے آج چند بدمعاش قسم کے لوگ تجھے ایک دہشت گرد ہونے کا الزام لگا کر قدموں تلے روند رہے ہیں۔

ایک آدمی تیل کی بوتل پکڑے مجمع کے اندر گھسا ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ کی آواز لگائی میرے جسم کو تیل سے نہلا دیا دوسرے آدمی نے جیب سے ماچس نکالی اور سلگتی ہوئی دیا سلائی میرے اوپر پھینک دی پانچ فٹ تک اٹھتے آگ کے شعلے لوگوں سے فریاد کر رہے تھے کہ اسے چھوڑ دو یہ بے گناہ ہے۔ میرے جسم، آگ اور تیل کی بدبو دور دور تک پھیل کر یہ التجا کر رہی تھی کہ خدارا اسے چھوڑ دو یہ بے قصور ہے۔ لیکن شاید میں ہی ظالم تھا اس لیے مجھے نہ چھوڑا گیا۔

اب میں مر چکا تھا میری روح پرواز کر چکی تھی۔ یہ میرا ایک وجود تھا جو مر گیا اور میرا دوسرا وجود (حافظ نعیم کے نام کا) ساتھ ہی فٹ پاتھ پر یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ میرے دو وجود تھے ایک درندہ صفت لوگوں کے ہاتھوں مر گیا اور دوسرا وجود ان درندوں کی اس ستم ظریفی کو پاس بیٹھا دیکھ رہا تھا اور افسوس کر رہا تھا کہ یہ مجھے کس جرم کی سزا دے رہے ہیں۔ اتنے میں ایک لمبے بالوں والا آدمی آیا اس کے ہاتھ میں بھی لاٹھی تھی اس نے مجھے لاٹھی سے اٹھایا اور فیروز پور روڈ جہاں پر میٹرو بس کا جنگلا لگا ہوا تھا اس کے ساتھ لٹکا دیا اور زور زور سے لاٹھی برسانے لگا۔ میں بھی اب فٹ پاتھ پر سے

اٹھ کر جنگلے کے قریب چلا گیا اپنے جلے ہوئے نامکمل وجود کو دیکھ کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جو کہہ رہے تھے ''ظالمو! جواب دو خون کا حساب دو'' میں اپنی ٹانگوں کو دیکھ رہا تھا جو ایک دوسرے سے الگ ہو کر کوئلہ بنی پڑی تھیں میرے جسم کا وزن ہوا کے برابر ہو چکا تھا راکھ بھی اڑتی چلی جا رہی تھی اور میں پاس بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ ظالمو! یہ تو خود کش دھماکہ تھا جس میں سب سے پہلے حملہ آور خود ہلاک ہوتا ہے وہ تو ختم ہو گیا لیکن تم اس حافظ نعیم کو کیوں مجرم بنا کر مار رہے ہو میں پاس بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ کیا آج تک کسی انسان نے بلی، بکری یا کتے کو اس طرح لاٹھیوں سے مار کر آگ میں جلایا یقیناً نہیں جلایا۔ تو پھر اس حافظ قرآن کی اتنی تذلیل کیوں کی گئی کیا یہ جانوروں سے بدتر ہو گیا ہے حالانکہ یہ تو اشرف المخلوقات ہے۔ میرا ان سے سوال ہے کہ کیا پشاور میں آرمی سکول دھماکے اور خونریزی کے ردعمل میں کسی انسان کو جلایا گیا؟ کیا راولپنڈی سبزی منڈی دھماکے کے جواب میں کسی بے گناہ انسان کو یوں کچلا گیا؟

کیا کراچی میں امام بارگاہ پر دھماکے کے ردعمل میں کسی انسان کو جلایا گیا؟ کیا مسلمانوں کی کسی مسجد میں دھماکے کے ردعمل میں کسی معصوم اور بے گناہ انسان کو جلایا گیا یقیناً نہیں۔ تو پھر تم نے اس حافظ نعیم کو چرچ پر دھماکے کے ردعمل میں کیوں جلایا؟ تم نے سرگودھا سے دو روز قبل آنے والے نعمان بابر کو کیوں جلایا؟

اگر تمہیں ان کے جلانے سے تسکین پہنچی ہے تو ٹھیک لیکن مجھے تا قیامت اس الم ناک اور دلخراش غم کو بھلانا مشکل ہے۔

اگرچہ شہباز شریف نے میرے والد کو اپنے سینے سے لگا کر غم کو بھلانے کی کوشش کی اور پانچ لاکھ روپے میری قیمت بھی ادا کی لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ میرے اور نعمان بابر کے مجرموں کو کبھی بھی سزا نہیں دلوا سکتا کیونکہ اسی شہر لاہور میں 14 بندوں کو قتل کیا گیا آج تک ان مجرموں کا تعاقب نہ ہو سکا۔

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
سارے شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے